اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۸۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL
QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

اخبار ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

قیمت سالانہ پیشگی ششماہی سہ ماہی

الفضل قادیان

جماعت احمدیہ مسلمہ کا آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۴۲ ۔ مورخہ ۱۰ اکتوبر ۱۹۲۵ء یوم شنبہ مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۴۴ھ ۔ جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت چونکہ دن بدن کمزور ہو رہی تھی۔ اس لئے حضور چند دن کے لئے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں کی تازہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو پیچش کی شکایت سے تو آرام ہے۔ لیکن کسی قدر کھانسی شروع ہو گئی ہے۔ غالباً حضور چند دن وہاں تشریف رکھیں گے۔ احباب حضور کے نام خطوط وغیرہ قادیان کے پتہ پر ہی بھیجتے رہیں ؛

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا شملہ میں ہیں ؛ مولوی سنجار کی شکایت تا حال چلی جا رہی ہے ؛

منظوم

(از جناب مولوی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر)

ادعائے معدلت ۔ ذوق ستمرانی ہے کیوں؟ ۔ سیرت غارتگری ۔ شوق جہانبانی ہے کیوں؟
وضع اسلامی سے جب نفرت ہے تم کو اسقدر ۔ پھر تمہیں یہ دعوئے و فخر مسلمانی ہے کیوں؟
جب فلاح دائمی کی تم نے راہیں چھوڑ دیں ۔ اس زبون حالی پہ اپنی پھر یہ حیرانی ہے کیوں؟
چشم بینا ہے تو کیوں نور ہدایت سے گریز ۔ علم کے ہوتے ہوئے یہ جہل و نادانی ہے کیوں؟
یہ تمہاری رات دن کی جد و جہد و شور و شر ۔ سعی لاحاصل نہیں تو خانہ ویرانی ہے کیوں؟
چھوڑتے جاتے ہو کیوں آداب و آئین وفا ۔ دل لگایا تھا تو پھر اب یہ پشیمانی ہے کیوں؟
نور ایمان ہے تو پھر دخل وساوس کس لئے ۔ تقویت باللہ ہے پھر خوف پنہانی ہے کیوں؟
مشرکوں کی چیرہ دستی پر یہ خاموشی ستم ۔ الفت اسلام ہے تو یہ تن آسانی ہے کیوں؟
لے گرفتار ریا ر یہ کبر و خود بینی ہے کیا ۔ ٹھوکریں کھا کر بھی تو وقف ستمرانی ہے کیوں؟

زاہدا اپنے معصیت کا جیسا تجھے احساس ہے
اے گرفتار ہوا یہ شور آزادی سے کیا
سایہ محمود سر پہ ہے تو پھر کیا غم ہے تجھے
گو ہر شوریدہ سر سے کچھ نہیں کھٹکا اگر

پھر یہ اظہار و نمود پاکدامانی ہے کیوں؟
اے اسیر حریت اس درجہ زندانی ہی کیوں؟
شفقت فضل عمر ہے پھر پریشانی ہی کیوں؟
پھر یہ دربان کسلئے ہیں یہ نگہبانی ہی کیوں؟

جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ کراچی

۱۹۲۵ء

انجمن احمدیہ کراچی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۲ ر ۱۳ ر ۱۴ ر ستمبر کو خالقڈنہ ہال میں منعقد ہوا۔ ۱۲ ر ستمبر ۸ بجے شام کارروائی جلسہ شروع ہوئی۔ سب سے پہلے جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے سورہ بقر کے پہلے رکوع کی تفسیر نہایت لطیف پیرایہ میں بیان فرمائی۔ اور صحیح تفسیر کرنے کے معیار بتلائے۔ قرآن کریم کی فضیلت اور حقائق و معارف بیان فرماتے ہوئے آپ نے غیر مذاہب کے اعتراضات کا بھی ساتھ ساتھ قلع قمع کیا۔ اور بالآخر ثابت کیا۔ کہ قرآن کریم پر ایمان رکھنے والوں کا فرض ہے۔ کہ وہ آخری وحی جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے مقدر کی گئی تھی۔ اس پر بھی ایمان لاویں۔ ورنہ بغیر اس کے ایمان مکمل نہیں ہو سکتا۔ بعد نماز مغرب جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی کی تقریر اسلام بمقابلہ دیگر مذاہب شروع ہوئی۔ آپ نے نہایت مدلل طریق سے اسلام کو زندہ مذہب ثابت کیا۔ اور دیگر تمام مذاہب کے مردہ ہونے کا ثبوت دیا۔ خصوصاً آریہ مذہب کو خلاف فطرت اور ناقابل عمل محکم دلائل سے خود ان کی ہی کتب سے ثابت کیا۔ تناسخ کے بطلان میں فرمایا۔ کہ کہا جاتا ہے۔ تکلیفیں بداعمالی کا نتیجہ ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ دنیا میں جتنے مقدس انسان ہوئے ہیں۔ ان سب کو تکالیف اور ایذائیں دی گئی ہیں۔ اگر تناسخ کو درست مانا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ بابا گورو نانک صاحب۔ راجہ رام چندر جی کرشن جی مہاراج وغیرہ (نعوذ باللہ) پچھلے جنم میں گناہگار تھے کیونکہ یہ سب دنیا میں تکالیف کا نشانہ بنے رہے۔ آریہ جو خداوند کریم کو غفور الرحیم نہیں مانتے۔ ان کو بتایا۔ کہ سوامی دیانند جی نے تو بقول ان کے کئی بار اپنے دشمنوں کو معاف کر دیا۔ مگر گویا آریوں کا پرمیشر سوامی جی سے بھی گیا گذرا ہے کہ وہ ہرگز معاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ بالآخر مولانا نے اسلام کے محاسن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ اخلاق پر دلپذیر تقریر فرمائی۔ کہ سامعین جن میں ہندو سکھ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ نہایت اعلیٰ اثر لے کر گئے۔ اور مقرر کی اعلیٰ قابلیت کی داد دیتے رہے ؛

دوسرے دن ہندو مسلم اتحاد پر مولانا عمر الدین صاحب نے تقریر کرتے ہوئے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کا نقشہ کھینچا۔ اور فرمایا۔ مسلمانوں کے لئے اتحاد فرض قرار دیا گیا ہے۔ مگر افسوس کہ غیر اقوام نے اس پاک تعلیم سے فائدہ اٹھایا۔ اور مسلمان آئے دن خانہ جنگیوں میں مصروف رہے ہندو باوجود اس قدر سخت اصولی اختلافات کے آپس میں ایک ہو رہے ہیں۔ مگر مسلمان باوجود اس کے کہ قرآن کریم ایک ہے۔ کلمہ ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ اور قبلہ ایک ہے۔ ایک دوسرے سے دست بگریبان ہو رہے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ پہلے مسلمان آپس میں متحد ہوں۔ اور بعد میں دوسری اقوام سے اتحاد قائم کریں۔ بشرطیکہ وہ بھی حقیقی طور پر اتحاد کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ فرمایا۔ ہم ان کے رشیوں اور اوتاروں کو صادق مانتے ہیں۔ اور اتحاد تبھی ہو سکتا ہے کہ وہ بھی رسول اکرم صلعم کو سچا نبی مان لیں۔ آپ کی تقریر ایسے جوش اور اخلاص اور صداقت سے پر تھی۔ کہ بعض سامعین کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ اور ہندو صاحبان جو جلسے میں موجود تھے۔ وہ بھی خاص طور پر متأثر نظر آئے۔

بعد دوپہر کانفرنس مذاہب شروع ہوئی جس میں صرف دو آریوں اور ایک سناتن دھرمی پنڈت نے اپنا مضمون سنایا۔ پنڈت جی نے گائے کے پیشاب کی خوبیاں بیان کیں مولانا عمر الدین صاحب نے آخر میں آریوں کے بالمقابل اسلام کی خوبیاں اس حسن ترتیب و عمدگی سے بیان فرمائیں۔ کہ غیر احمدی معززین نے اس کا خاص طور پر اعتراف کیا۔ اور مولانا کی قابلیت کی بہت تعریف کی ؛

بعد نماز مغرب مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے صداقت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایک محققانہ تقریر فرمائی۔ اور مسیح ناصری اور مسیح موعودؑ کو حدیثوں کی رو سے دو جدا گانہ ہستیاں ثابت کیا۔ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے نہایت لطیف پیرایہ میں صداقت مسیح موعود کو بیان کیا ؛

۱۴ ر ستمبر صبح کو حاجی عبد الکریم صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ کراچی نے حیات النبی پر تقریر کی۔ اور ان کے بعد مولوی محمد نواز خان سیکرٹری تبلیغ نے وفات مسیح پر تقریر کی۔ بعد دوپہر مولوی عمر الدین صاحب نے ویدک دھرم کی حقیقت پر تقریر فرمائی۔ اور اس دھرم کی دھجیاں بکھیر دیں۔ اور ثابت کیا۔ کہ ہر نوع یہ دھرم خلاف انسانیت اور فطرت ہے۔ آریوں کی کتب سے ان کی تکذیب کی گئی۔ تقریر کے بعد اعتراض کرنے کی عام اجازت دی گئی۔ ایک ہندو صاحب نے کچھ سوالات کئے۔ اور کہا۔ آریوں کے پاس بھی ان کے جواب نہیں۔ جناب مولانا نے اللہ تعالےٰ کے عالم کل اور کسی چیز کے وجود میں آنے سے بھی پہلے علم رکھنے کی حقیقت کو اس قابلیت سے ثابت کیا۔ کہ خود معترض بھی اعتراف کے بغیر نہ رہ سکے ؛

اس کے بعد ۶ بجے شام کو مولانا عمر الدین صاحب نے ختم نبوت پر ایک نہایت ہی فاضلانہ لیکچر دیا۔ لیکچر کیا تھا۔ گویا سامعین کے دل و دماغ پر مولانا نے قبضہ کر لیا۔ میں نے خود ایک معزز غیر احمدی کو اس قدر مؤثر پایا۔ کہ وہ رو رہا تھا۔ اور لیکچر کے بعد اس نے تصدیق کی۔ کہ بالکل حق بیان ہوا۔ چونکہ اس تقریر کا سامعین پر بہت گہرا اثر ہوا۔ ایک خلافتی مولوی نے جو از راہ فساد بیٹھا ہوا تھا۔ کچھ شور کرنا شروع کیا۔ مگر اس کو بعض غیر احمدی حضرات نے ہی شرمندہ کیا۔ اور کہا کہ احمدی لوگ حقیقی اسلامی کام کرتے ہیں۔ اور بالکل بے ضرر ہیں۔ مگر تم مولوی لوگ ان کے کام میں روڑے اٹکاتے ہو۔ نہ خود کر سکتے ہو۔ نہ ان کو کرنے دیتے ہو ایک غیر احمدی صاحب شیخ ظہور الدین نے غیر احمدی مولوی کو مباحثہ کے لئے کہا۔ مگر مولوی نے مباحثہ سے انکار کیا۔ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ مولانا عمر الدین صاحب خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمادے۔ سالانہ جلسہ کے بعد شہر کے بڑے بڑے علاقوں میں رات کو جلسے کئے گئے۔ چنانچہ سولجر بازار۔ صدر۔ گاڈی کھاتہ اور کیماڑی میں مولانا عمر الدین صاحب کے نہایت کامیاب لیکچر ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضل سے باوجود مخالفوں کی کوششوں کے تمام شہر میں احمدیت کا چرچا ہو رہا ہے۔ اور بہت اچھی طرح سے تبلیغ ہوئی ہے۔ احباب سے خاص طور پر گذارش ہے۔ کہ للہ درد دل سے دعا فرماویں۔ کہ مولا کریم نیک نتائج پیدا کرے۔ والسلام ؛

خاکسار نیاز محمد امیر جماعت احمدیہ۔ کراچی

انتخاب ملتوی

عزت نشان میجر نواب ملک سر خدا بخش صاحب کے سی آئی۔ ای۔ او بی۔ ای ٹوانہ کے حق میں ووٹ دینے کے متعلق میں قبل ازیں بذریعہ اخبار احباب کو مشورہ دے چکا ہوں۔ اب بذریعہ اس اعلان کے احباب کو مطلع کرنا چاہتا ہوں [illegible] فضل حسین صاحب کی ... مگر ان کا انتخاب ملتوی ہو گیا ہے۔ اس لئے اب ووٹ کی ضرورت نہ ہوگی ؛ ذوالفقار علی خان۔ ناظر امور عامہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۰ر اکتوبر ۱۹۲۵ء

"درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے"

بانی کلیسا جناب یسوع خود اور اُن کی تعلیم کے مطابق دین کلیسا کے تمام مناد تمام پاسٹر تمام پادری تمام اُسقف اور تمام ریورینڈ یہی کہتے چلے آئے ہیں۔ کہ درخت پھل ہی سے پہچانا جاتا ہے (متی ۱۲/۳۳) اور اس حقیقت باہرہ کو پیش کرتے چلے آئے ہیں :-

"ہر ایک اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا۔ نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔"

(متی ۷/۱۷، ۱۸)

لیکن عیسائی اخبار نور افشاں ۲۵ر ستمبر کی اشاعت میں ان انجیلی حقائق سے سرتابی کرتا ہوا لکھتا ہے۔ کہ ایسا نہ کرو پھل سے درخت کا اندازہ نہ لگاؤ۔ چنانچہ لکھتا ہے :-

"اکثر اصحاب اپنی غلطی سے مسیحیوں سے یسوع مسیح کا اندازہ لگاتے ہیں۔ انہوں نے مسیحیوں کو یسوع مسیح کی سچائی اور صداقت کی کسوٹی مقرر کر لیا ہے۔ پر اصلی بات یہ ہے۔ کہ ہم مسیحیوں کو یسوع مسیح کی مسیحائی کی کسوٹی نہیں بنا سکتے۔ نہ مسیحیوں کو مسیحیت کی کسوٹی قرار دے سکتے ہیں۔ بلکہ اگر ہم نے سچی صداقت کی پہچان تک پہنچنا ہے۔ تو ہم نے خود یسوع مسیح کو سچے مسیحیوں اور سچی مسیحیت کی کسوٹی قرار دینا ہے۔ کیونکہ ہر ایک صداقت کی پہچان کا گر اور معیار صرف یسوع مسیح ہے" (نور افشاں ۲۵ر ستمبر)

نور افشاں کو یہ لکھنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ اسلئے کہ وہ جانتا ہے۔ اگر غیر مسیحیوں نے اس اصل کو اختیار کیا۔ جو حضرت یسوع مسیح نے پرکھ اور جانچ کے لئے خود مقرر فرمایا ہے تو بالضرور

"جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے" (متی ۷/۱۹)

صادق آئے گا۔

لیکن ہمیں تعجب ہے۔ عیسائی جہاں اپنی تبلیغ کو محدود دائرہ بنی "اسرائیل" کی گم شدہ بھیڑوں تک رکھنے کے پابند ہیں اور "یسوع مسیح لاعلاجوں کا معالج ہے۔ وہ ان کے لئے ہرگز نہیں آیا۔ جو اپنا علاج دوسروں سے کرا سکتے ہیں یا بھلے چنگے ہیں۔ یا اپنی بابت تندرست ہونے کا یقین رکھتے ہیں۔ مگر بیماروں کے لئے آیا۔ اور وہ بھی ان بیماروں کے لئے جو فی زمانہ لاعلاج قرار دئے گئے ہیں" (نور افشاں ۲۵ر ستمبر)

کو اسی اخبار کے صفحہ ۲ پر بیان کر کے تفریق، تخصیص اور پھر تعیین کر دینے کے باوجود تمام دنیا کو اپنی طرف بلاتے ہیں حالانکہ ابھی اپنے گھر کی باتوں سے اور اس تعلیم سے بھی ناواقف ہیں۔ یا ناواقف بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ جو ان کے مقدس صحیفہ میں موجود ہے۔ کہنے کو تو نور افشاں نے کہدیا :- "ہم مسیحیوں کو یسوع مسیح کی مسیحائی کی کسوٹی نہیں بنا سکتے" لیکن یہ بات اسے بھول گئی۔ کہ حضرت مسیح نے خود ہی تو فرمایا ہے :-

"اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ اچھا درخت بُرا پھل نہیں لا سکتا نہ بُرا درخت اچھا پھل لا سکتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم ان کو پہچان لوگے" (متی ۷/۱۷-۱۸)

جناب یسوع مسیح کے اس فرمان کے مطابق ایک شخص مجبور ہے کہ پھلوں سے درخت کی شناخت کرے اور مسیحیوں سے یسوع مسیح کا اندازہ لگائے کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا کہ "جھاڑیوں سے انگور یا اونٹ کٹاروں سے انجیر" (متی ۷/۱۶) حاصل کئے جا سکیں۔

پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو ناپاک روحوں پر اختیار بھی بخشا (متی ۱۰/۱) اور یہ بھی واضح طور پر بتا دیا کہ

"شاگرد کے لئے یہ کافی ہے۔ کہ اپنے استاد کی مانند ہو" (متی ۱۰/۲۵)

پس اس صورت میں جس نے یسوع مسیح کو دیکھا نہ ہو۔ وہ یسوع مسیح کے شاگردوں کو اس نظر سے دیکھنے کے لئے آمادہ ہوگا۔ کہ وہ بہ نظر روایات انجیلی اپنے استاد جیسے ہونگے۔ اور اسی طرح بیماروں کو چنگا کرتے۔ اور ناپاک روحوں پر اختیار رکھتے ہونگے۔ اور نہ صرف یہ بلکہ "ایمان رکھتے ہوئے" اور "شک نہ کرتے" ہوئے وہ صرف وہی کرتے ہونگے۔ جو انجیر کے درخت کے ساتھ ہوا۔ بلکہ اگر پہاڑ سے بھی کہتے ہونگے۔ کہ تو اکھڑ جا اور سمندر میں جا پڑ۔ (متی ۲۱/۲۱) تو وہ اکھڑ جاتا ہوگا۔ اور سمندر میں جا پڑتا ہوگا۔ اور ایک محقق کی اس میں یہ غرض ہوگی۔ کہ حسب ارشادات محولہ بالا وہ جناب یسوع مسیح کی "صداقت کی پہچان تک پہنچے"

لیکن العجب! کہ نور افشان اس راہ سے "اس صداقت کی پہچان تک پہنچنے" سے لوگوں کو روکتا ہے۔ جس راہ سے اس "صداقت کی پہچان" تک پہنچنے کے لئے خود یسوع مسیح نے فرمایا ہے۔ "نور افشاں" کیوں ایسا کرتا ہے؟ اسکی وجہ یہی ہے کہ وہ خوب جانتا ہے۔ یسوعیین میں وہ روحانیت نہیں۔ جو انجیل ان کے لئے ضروری ٹھہراتی ہے۔ نہ ان میں رائی برابر ایمان ہے جس کی علامت بقول یسوع مسیح یہ ہے۔ کہ ایسا شخص اگر پہاڑ سے کہیگا۔ کہ اپنی جگہ سے اکھڑ جا۔ تو اکھڑ جائے گا نہ وہ "راستی کے فرزند" کہے ہیں۔ نہ "دل کے حلیم" ہیں۔ نہ وہ "پاک دل" ہیں۔ نہ وہ بچوں کا سا ایمان و عجز و انکسار رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی آسمان کی بادشاہت کے دروازے اب ان کے لئے "کھلے" ہیں۔ کیونکہ انجیل میں ایسے لوگوں کی جو علامتیں بیان ہوئی ہیں۔ وہ ان میں نہیں پائی جاتیں۔ بنا بریں وہ چاہتا ہے کہ "یسوع مسیح کی صداقت کی پہچان تک لوگ پہنچیں" تو سہی۔ لیکن اس راہ سے نہیں۔ جو یسوع مسیح نے خود تجویز کی۔ بلکہ اس راہ سے جو نور افشاں نے تجویز کی۔ کیونکہ اس کو مسیحیین بیچارے خوب جانتے ہیں۔ کہ وہ "سچے مسیحی" نہیں۔ اور نہ ہی "سچی مسیحیت" ان کے پاس ہے۔ یہی بات نور افشاں کو اس قسم کی خلاف تعلیم انجیل بات کہنے پر مجبور کر رہی ہے اور پھر یہ بھی لکھا ہے کہ :-

"نہ جو مجھ سے اے خداوند۔ اے خداوند کہتے ہیں ان میں سے ہر ایک آسمان کی بادشاہت میں داخل نہ ہوگا مگر وہی جو میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلتا ہے"

(متی ۷/۲۱)

آسمانی باپ کی مرضی کیا ہے؟ جس پر چلنے کو آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کی شرط ٹھیرایا گیا ہے۔ یہی ہے کہ جو کچھ "آسمانی باپ" کا "اکلوتا بیٹا" کرتا ہے۔ وہی اس "بیٹے" کے بھائی بند بھی کریں۔ کیونکہ اس سے بہتر نمونہ کوئی ہو نہیں سکتا۔ مگر کیا یہ عیسائی صاحبان ایسا کرتے ہیں۔ اس کا جواب وہ خود دینگے۔ کیونکہ وہی اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اگر انہوں نے کوئی مردہ زندہ کیا۔ اگر وہ اسی طرح بےبسی کے عالم میں بھوک سے بیتاب ہوئے۔ جس طرح کہ ان کا آسمانی باپ کا بیٹا باوجود روٹیوں اور شراب کو بڑھا دینے کی طاقت رکھنے کے ایک انجیر کے درخت سے پھل پیدا نہ کر سکا۔ اور شدت گرسنگی سے بیتاب ہو گیا۔ اگر انہوں نے کسی پہاڑ کو اپنی جگہ سے اکھاڑا۔ اور اپنے حکم سے کسی سمندر میں گرا دیا۔ اور اگر ایسا ہی انہوں نے وہ سب کام کئے جن کا انہیں اختیار دیا گیا۔ اور جن کے کرنے کے لئے انہیں تاکید کی گئی ہے کیونکہ اسلئے کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو بلاشبہ انہوں نے آسمانی باپ کے بیٹے

کی پیروی کی۔ اور جو ایمان وہ پیدا کرنا چاہتا تھا۔ وہ ان میں پیدا ہو گیا۔ لیکن اگر ان میں سے کوئی بات بھی نہیں کی۔ اور نہ کر سکتے ہیں تو وہ خود ہی سوچ لیں۔ انہیں کیا سمجھا جائے ؂

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ سوائے اسلام کے اور کوئی ایسا مذہب دنیا میں موجود نہیں۔ جو اپنے پیروؤں کو اس دنیا میں اس نعمت سے بہرہ ور کر سکے۔ جس کا وہ دعویٰ کرتا ہے اور ان میں وہ باتیں پیدا کر سکے۔ جو اپنے سچے پیروؤں کے لئے ضروری ٹھہراتا ہے۔ صرف اسلام ہی ہے۔ جو اب بھی خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرا سکتا ہے۔ اور اسلام ہی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسا انسان ساری دنیا کے سامنے پیش کیا۔ جنہیں خدا تعالےٰ سے اس زمانہ میں اسی طرح شرف مکالمہ و مخاطبہ حاصل تھا۔ جس طرح گذشتہ زمانہ میں برگزیدہ لوگوں کو ہوتا تھا۔ اور جن کا ذکر دیگر مذاہب کی کتب میں موجود ہے۔ تمام مذاہب تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے فلاں بزرگ سے خدا نے یہ کلام کیا۔ اور اس پر یا اس کے ذریعہ یہ باتیں نازل کیں۔ مگر یہ کوئی بھی نہیں کہتا کہ اب بھی پہلے برگزیدہ انسانوں کی طرح کوئی پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ اعزاز صرف اسلام کو ہی حاصل ہے۔ اور یہ اس امر کا ثبوت ہے۔ کہ صفحہ عالم پر زندہ مذہب صرف اسلام ہے۔ جو اپنی زندگی کا ثبوت پیش کرتا۔ اور اپنی پہچان کے لئے ہر زمانہ میں تازہ بتازہ پھل دیتا رہا ہے اور اب بھی دیتا ہے ؂

شریف حسین کا سب سے بڑا جرم

چونکہ آج کل مسلمانان ہند کی دلچسپی اور اظہار غم و غصہ کا مرکز معاملات حجاز بنے ہوتے ہیں۔ اس لئے مولوی ظفر علی صاحب نے اپنے سفر بہار میں مختلف مقامات پر اسی موضوع پر تقریریں کیں۔ آپ نے پٹنہ میں تقریر کرتے ہوئے شریف حسین کی غداری کے خلاف جو سب سے بڑی دلیل دی۔ وہ یہ تھی :-

"بدبخت شریف حسین اور اس کے بیٹوں نے قیامت صغریٰ بپا کر دی۔ ہمارا خلیفہ ایک تھا۔ اس نے حکم دیا۔ کہ مسلمانو! آؤ۔ اور اپنی سلطنت کو کفار کی یورش سے بچاؤ۔ اس بدبخت نے خلیفہ اسلام کا نمک کھانے کے باوجود اس سے غداری کی۔ جاہل بدوؤں کو بغاوت پر آمادہ کیا۔"

(زمیندار ۴ر اکتوبر)

گویا شریف حسین نے خلیفہ کا حکم نہ مانا۔ اور بغاوت اختیار کی ؂

کیا مسلمانان ہند نے خلیفہ کا حکم مانا

بلاشبہ شریف حسین کا یہ فعل قابل ملامت اور لائق نفرت ہے۔ کہ اس نے ترکی حکومت سے اس وقت سرتابی کی جب وہ انتہا درجہ کی مشکلات میں گھری ہوئی تھی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ مولوی ظفر علی صاحب جو اس وقت کے سلطان ترکی کو "ہمارا خلیفہ" کہکر اس بات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ کہ جس طرح اس "خلیفہ" کی اطاعت شریف حسین اور اس کے بیٹوں کے لئے فرض تھی۔ اسی طرح مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے ہم نوا ہندوستانی مسلمانوں کے لئے بھی تھی۔ بتا سکتے ہیں کہ جب ان کے "خلیفہ" نے جو کبھی تھا۔ بقول ان کے یہ حکم دیا کہ "مسلمانو! آؤ اور اپنی سلطنت کو کفار کی یورش سے بچاؤ" تو انہوں نے کہاں تک اس حکم کی تعمیل کی۔ کیا وہ اپنا لاؤ لشکر لے کر اپنے خلیفہ کی سلطنت کو بچانے کے لئے گئے۔ یا کم از کم انہوں نے کچھ مالی امداد دی۔ اگر نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو ان پر بھی اپنے خلیفہ سے غداری کا الزام عائد ہوتا ہے یا نہیں اگر انہیں انہیں مجبور بھی سمجھ لیا جائے۔ گو خلیفہ کے حکم کے سامنے کوئی مجبوری قابل پذیرائی نہیں ہو سکتی۔ تو اس کا ان کے پاس کیا جواب ہے۔ کہ وہ اپنے خلیفہ کے خلاف لڑنے کے لئے انگریزی فوجوں میں بھرتی ہو کر گئے۔ اس سے بڑھکر غداری کیا ہو سکتی ہے۔ کہ جسے "ہمارا خلیفہ" کہا جاتا ہے اسی کے خلاف جنگ میں شمولیت اختیار کی جاتی ہے۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ جب وہی "خلیفہ" پا بدست دگرے دست بدست دگرے اپنی خلافت سے معزول کر کے جلا وطن کیا جاتا ہے۔ اور انہی لوگوں کی طرف سے کیا جاتا ہے۔ جو اس کی خلافت کے زیر سایہ رہتے تھے۔ تو یہ لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور حیرت یہ کہ آج شریف حسین کو ترکوں سے علیحدگی اختیار کرنے پر غدار اور نمک حرام کہنے والے خلیفہ کو معہ خلافت سرنگوں کرنیوالوں کو صرف کچھ کہتے نہیں۔ بلکہ "محافظ اسلام" بتاتے ہیں۔ اور جب خلیفہ کو معزول کیا جاتا ہے تو اس پر نہ صرف غداری اور نمک حرامی کا الزام لگایا جاتا ہے۔ بلکہ اسی "زمیندار" میں کتے اور سور جیسے ناپاک الفاظ سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک اور خلیفہ بنایا جاتا ہے۔ مگر اسے بھی تھوڑے عرصہ کے بعد معزول کر کے جلا وطن کر دیا جاتا ہے اس کا مال و اسباب سب ضبط کر لیا جاتا ہے۔ اور وہ بیچارا حیدرآباد دکن کی سی ریاست کے ٹکڑوں پر بسر اوقات کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور ہمیشہ کے لئے خلافت کا نام و نشان مٹا دیا جاتا ہے۔ کیا مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے ساتھی بتا سکتے ہیں۔ ان موقعوں پر انہوں نے اپنے خلیفہ کی کیا مدد کی؟ اور اس کی خلافت کو بچانے کے کیا سعی کی۔ اگر کچھ بھی نہیں۔ تو کیا آج "ہمارا خلیفہ" کہتے ہوئے انہیں شرم نہیں آتی ؂

خلافت ٹرکی کیوں مٹائی گئی

ہمیں اس موقعہ پر شریف حسین کی حمایت منظور نہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ شریف حسین کی ترکوں سے بغاوت ایک قابل ملامت فعل ہے۔ ہم بتانا صرف یہ چاہتے ہیں کہ شریف حسین پر جس رنگ میں الزام لگایا جاتا ہے۔ اس سے مسلمانان ہند کا دامن بھی داغدار ہے۔ اور وہ بھی اپنے خلیفہ اور اس کی خلافت کو مٹانے میں برابر کے حصہ دار ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ہم انہیں معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اب جبکہ خدا تعالےٰ نے دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حقیقی خلافت قائم کر دی تھی۔ تو ضروری تھا کہ ٹرکی کی برائے نام خلافت کو مٹا دیا جائے۔ اس کے لئے خدا تعالےٰ نے ایسے سامان کر دیئے۔ کہ حامیین خلافت ہی اس کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے اس صفائی کے ساتھ اس خلافت کا صفایا کر دیا۔ کہ آج صفحہ عالم پر کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ اور مولوی ظفر علی صاحب کو بھی بصد حسرت دیا یہی کہنا پڑا۔ "ہمارا خلیفہ ایک تھا"

اللہ کے نام کی ہتک

مسلمانوں میں اسلام سے بے تعلقی اور روحانیت سے بُعد کی وجہ سے جہاں اور کئی مقدس اور اعلیٰ الفاظ بُرے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ وہاں خدا تعالیٰ کے متعلق بھی وہ اس شرمناک طریق سے باز نہیں رہے۔ چنانچہ جب کسی کے پاس کچھ نہ رہے۔ کوئی مفلس اور کنگال ہو جائے۔ تو کہا جاتا ہے۔ اب صرف اللہ ہی کا نام ہے گویا ان کے نزدیک اللہ کا نام مفلسی اور بے مائگی کا مترادف ہے۔ جہاں اللہ کا نام ہو۔ وہاں سوائے فلاکت اور بربادی کے کچھ نہیں ہوتا (العیاذ باللہ) حیرت ہے کہ یہ ناپاک اور خلاف اسلام محاورہ عوام ہی میں رائج نہیں۔ بلکہ وہ لوگ جو اپنے آپکو ادیب سمجھتے ہیں وہ بھی استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ زمیندار (۴ر اکتوبر) مجلس خلافت کیلئے فراہمی سرمایہ کی تحریک کرتا ہوا لکھتا ہے :-

"جب سے سیٹھ چھوٹانی کا کارخانہ انجمن ہلال احمر ترکیہ کے سپرد کیا گیا ہے۔ مجلس خلافت کے خزانہ میں صرف اللہ ہی کا نام ہے۔" اگر خلافت کے خزانہ میں اللہ کا نام ہوتا تو اسے کاسہ گدائی

مقام نبوت اور مولوی محمد علی صاحب

(از ...)

مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر القرآن میں آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی یوں تفسیر کرتے ہیں:-

"انعام کے معنے ہیں انسان کو احسان پہنچانا۔ انعمت علیھم سے کون مراد ہیں۔ قرآن کریم خود تشریح فرماتا ہے الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھدآء والصالحین (نساء) یعنی وہ انبیا اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ یہ تفسیر حضرت ابن عباسؓ سے کر تمام مفسرین نے قبول کی ہے"

آگے رقمطراز ہیں:-

"یہاں نبی کا لفظ آجانے سے بعض لوگوں کو یہ ٹھوکر لگی ہے کہ خود مقام نبوت بھی اس دعا کے ذریعہ سے مل سکتا ہے اور گویا کہ ہر مسلمان ہر روز بار بار مقام نبوت کو ہی اس دعا کے ذریعہ سے طلب کرتا ہے۔ یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ اس لئے کہ نبوت محض موہبت ہے۔ اور نبوت میں انسان کی جدوجہد اور اس کی سعی کو کوئی دخل نہیں۔ ایک تو چیزیں ہیں جو موہبت سے ملتی ہیں۔ اور ایک وہ جو انسان کی جدوجہد سے ملتی ہیں۔ نبوت اوّل میں سے ہے۔ ...... پس مقام نبوت کیلئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے۔ اور اسی شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہے"

مولوی صاحب کی طویل عبارت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ نبوت موہبت ہے۔ اور موہبت کے لئے دعا اور جدوجہد لاحاصل ہے۔ پس اھدنا کی دعا میں مقام نبوت کو شامل کرنا۔ اور اللہ تعالےٰ سے امید رکھنا کہ وہ کسی کو نبوت بخشے گا۔ غلط امید باندھنا ہے۔ اس امت کے لئے اب دروازہ نبوت بند ہے۔ مولوی صاحب یہاں غلطی کھا گئے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔ نبوت ان چیزوں میں سے ہے۔ جو جدوجہد سے نہیں ملتیں۔ مگر قرآن شریف کے جس مقام سے آپ نے مقام نبوت لیا ہے۔ وہاں اور بھی تین مقامات ہیں۔ یعنی صدیق، شہید اور صالح۔ اور اللہ تعالےٰ نے انعم اللہ علیھم کے الفاظ چاروں مقامات کے متعلق فرمائے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ چاروں مقامات موہبت ہیں۔ اور موہبت مولوی صاحب کے اصول کے مطابق جدوجہد اور دعا سے نہیں ملا کرتی۔ اس لئے ان کے لئے جدوجہد کرنا یا دعا کرنا لاحاصل ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا ان چاروں مقامات میں سے کوئی مقام اس امت کو مل سکتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو معلوم ہوا۔ اس امت میں نہ کوئی نبی نہ صدیق نہ شہید نہ صالح ہوگا۔ یہ اچھی خیر الامم ہوئی

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب تمام مقامات موہبت ہیں اور موہبت کیلئے جدوجہد اور دعا بے فائدہ ہے۔ تو پھر اس دعا کے سکھلانے کا کیا مقصد؟ اس دعا کا سکھانا لاحاصل ہوا۔ حالانکہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔ کہ خدا نے یونہی یہ آیات رکھ دی ہیں۔ پس ماننا پڑے گا۔ کہ یہ دعا اور جدوجہد بھی ان مقامات کے حاصل کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور ان آیات میں ان مقامات کے حاصل ہونے کی امید دلائی گئی ہے۔ بارگاہ الٰہی میں یہ ایک درخواست ہے۔ تاکہ وہ اپنے لطف و کرم سے منزل مقصود تک پہنچا دے۔ چنانچہ مولوی صاحب نبوت کا انکار کرنے سے پہلے خود بھی یہی تفسیر کر چکے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:-

"اصلی مقصد اس دعا کا اس اعلےٰ منزل پر پہنچنا ہے۔ جس کی تشریح آگے آتی ہے۔ .... یعنی کمال انسانی کا معراج۔ میں کہتا ہوں۔ کہ اس دعا میں انسان کے سامنے وہ بلند مقام ہے۔ جس پر وہ پہنچ سکتا ہے۔ ..... قرآن شریف کی دعاؤں میں سے یہ دعا سب سے افضل ہے۔ پس ثابت ہوا۔ کہ اھدنا کی دعا کرنے والا اعلےٰ سے اعلےٰ منازل پر پہنچنے کی دعا کرتا ہے۔ جہاں نبیؑ۔ صدیقؓ۔ شہیدؓ۔ صالحؒ پہنچے۔ وہیں ہر مسلم پہنچنے کی تڑپ اپنے اندر رکھتا ہے۔ ... بلکہ اس مقام پر پہنچنے کی دعا ہے۔ جہاں بڑے بڑے برگزیدگان الٰہی پہنچے ..... یہ دعا روپیہ مال مرتبہ کے لئے نہیں۔ کمالات۔ معرفت۔ محبت کے حصول کے لئے ہے"

مولوی صاحب نے اس عبارت میں صاف صاف اقرار کیا ہے۔ کہ یہ دعا چاروں مقامات پر پہنچنے کے لئے ہے۔ لیکن اب آپ اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور "مقام نبوت" کو اس دعا سے باہر نکالتے ہیں۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں:-

"مقام نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنے فقرہ ہے۔ اور اس شخص کے منہ سے نکل سکتا ہے جو اصول دین سے ناواقف ہے"

گویا ان کے نزدیک دعائیں اور التجائیں کرنے سے نہ کوئی نبی بنا اور نہ کوئی آئندہ بنے گا۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ مقام نبوت کے لئے دعا کرنا بے معنی فقرہ ہے یا مولوی صاحب کا یہ فقرہ بے معنی ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انی جاعلک للناس اماما۔ میں ضرور تجھے لوگوں کے لئے پیشوا بناؤں گا۔ اس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں دعا کی۔ قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین۔ عرض کی کہ میری اولاد کو بھی پیشوا بنایا جائے گا۔ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا۔ کہ ظالموں کے سوا۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے دعا فرمائی۔ ربنا وابعث فیھم رسولا منھم۔ اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے رسول بنا۔

ان آیات سے صاف ظاہر ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ سے دعا کی۔ کہ ان کی اولاد میں سے نبی بنایا جائے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس دعا کو منظور کیا۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب فرماتے ہیں۔ نبوت کے لئے دعا کرنا ایک بے معنی فقرہ ہے اور اسی کے منہ سے نکل سکتا ہے۔ جو اصول دین سے ناواقف ہو۔ مولوی صاحب حضرت ابراہیمؑ کے متعلق جنہوں نے نبوت کے لئے دعا کی۔ فرمائیں وہ اصول دین سے واقف تھے یا ناواقف؟

جو دعا حضرت ابراہیمؑ نے کی وہ مولوی صاحب کے اصول کے مطابق لاحاصل اور بے معنی فقرہ ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ وہ پھل لائی۔ ان کی اولاد کو نبوت ملی۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنی زبان مبارک سے فرمایا۔ کہ وہ دعا لاحاصل نہیں۔ بلکہ ثمر ور ہوئی۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ انا دعوۃ ابی ابراھیم۔ میں اپنے باپ ابراہیمؑ کی دعا ہوں۔ یعنی اس دعا کی قبولیت میرے ذریعہ ہوئی۔ تفسیر صفحہ ۱۲۱

کیوں جناب مولوی صاحب آپ تو فرماتے ہیں۔ دعائے نبوت بے معنی فقرہ ہے۔ لیکن نبی کریم[۳] فرماتے ہیں۔ کہ بامعنے اور باثمرہ فقرہ ہے۔ سوچ لیں آپ کیسی غلطی پر ہیں؟

جناب مولوی صاحب ووجدک ضالا فھدیٰ تا وربک فحدث۔ ان آیات کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:-

"یہ چھ آیتیں ایک ترتیب میں ہیں۔ پہلی تین میں آنحضرت صلعم پر تین انعامات کا ذکر ہے۔ یتیم پایا اور پناہ دی۔ ضال پایا اور ہدایت دی۔ مفلس پایا اور غنی کیا۔ اور پچھلی تین میں تین ارشاد اسی کے مطابق آنحضرت صلعم کو ہیں۔ یتیم پر سختی نہ کرنا۔ سائل کو نہ ڈانٹنا۔ ان میں اپنے رب کی نعمت کا چرچا کرنا ..... یہ معنے لفظ ضال کے درست بھی ہیں اس لئے کہ ضال ایک معنے میں محبت بھی ہے۔ اور یا وہ ایسا طالب ہے۔ کہ اپنے وجود کو طلب میں ہی محو کر دیتا ہے اور یہی حالت رسول صلعم کی قبل از بعثت تھی .... آپ کی ضلالت مخلوق خدا کے لئے آپ کی بے حد محبت تھی اور سائل سے مراد بھی سائل دینی ہے۔ جیسا کہ نعمت سے مراد نبوت ہے" تفسیر صفحہ ۱۹۶۴ و ۱۹۶۵

"غرض کیا بلحاظ عقائد اور کیا بلحاظ اعمال آپ شروع سے ہی جادہ صواب پر قدم زن تھے" صفحہ ۱۹۶۵

مولوی صاحب کی اس عبارت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ نبی اکرم[۴] قبل از بعثت اصلاح عالم کا جوش دل میں رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالےٰ کے قرب کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ اور مقام نبوت بھی ایک مقام

قرب ہے۔ جیسا کہ مولوی صاحب خود فرماتے ہیں۔ کہ نعمت سے مراد یہاں نبوت ہے۔ یعنی وہ نعمت جو نبی کریم صلعم کو اللہ تعالےٰ نے سائل ہونے کی وجہ سے دی تھی۔ اور جس کا چرچا کرنے کے لئے کہا گیا وہ نبوت تھی۔ پس معلوم ہوا۔ کہ قبل از بعثت نبی کریم ؐ ایسی دعائیں کیا کرتے تھے۔ جن میں مقام نبوت بھی شامل تھا اور اللہ تعالےٰ نے انہیں وہ مقام بخشا۔ اس سے بھی مولوی صاحب کا یہ فرمانا۔ کہ دعا نبوت ایک بے معنی فقرہ ہے۔ بے معنی فقرہ ثابت ہوا ؛

پس مولوی صاحب کا فرمانا کہ موہبت کے حاصل کرنے کے لئے جدوجہد (دعا بھی جدوجہد میں داخل ہے) کو کوئی دخل نہیں۔ حضرت ابراہیم کی دعا اور اس کی قبولیت اور حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور اس کی قبولیت سے غلط ثابت ہوا ؛

(عبد الرحمٰن از مونگہ)

میاں جمال الدین صاحب مرحوم کے حالات

میاں صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے مخلصین صحابہ میں سے تھے۔ آپ قبل دعوےٰ مسیحیت و مہدویت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے۔ آپ کی بیعت کا نمبر ۱۲۹ تھا۔ وہ بھی اس وجہ سے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کا اعلان لدھیانہ میں کیا تھا۔ جب لدھیانہ سے قادیان تشریف لائے۔ اور ان کو خبر ہوئی۔ تو فوراً بیعت کر لی۔ آپ دین کی خدمت کرنے میں ہمیشہ کمربستہ رہے ایک دفعہ شاید ۱۸۹۸ء یا ۱۸۹۹ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تین شخصوں کو نصیبین بھیجنے کا ارادہ فرمایا تھا۔ تاکہ مسیح ناصری کے سفر کے حالات دریافت کئے جائیں۔ اس کیلئے آپ نے مولوی قطب الدین صاحب اور مرزا خدا بخش صاحب کو انتخاب کیا اور تیسرے کیلئے فرمایا۔ کہ قرعہ ڈال کر تجویز کیا جائے۔ تو قرعہ مرحوم کے نام نکلا۔ اس وقت الوداعی جلسہ بھی کیا گیا۔ اور تینوں کا فوٹو بھی لیا گیا۔

اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بمطابق پیشگوئی کہ مہدی کے پاس ایک صحیفہ ہوگا جس میں اسکے ۳۱۳ اصحاب کے نام لکھے ہونگے تحریر کئے۔ تو مرحوم کو آپ نے فرمایا۔ بشارت ہو کہ ہم نے آپ کا نام ۳۱۳ میں لکھ دیا ہے ؛

آپ ایک باہمت آدمی تھے۔ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقدمات کے دوران میں گورداسپور جانے یا انتظام کرنے کے لئے حکم فرمایا۔ بارشوں کے پانیوں میں سے گذرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں آپکے مباحثات بھی کئے۔ سوہل ضلع گورداسپور میں مولوی اللہ دتا صاحب خیاط وغیرہ سے جو حضرت مسیح موعودؑ کے اشد ترین دشمن تھے۔ بیشتر آپ کا مباحثہ ہوتا رہتا تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ اعتراض کیا۔ کہ مسیح کا تو منارہ ہونا چاہیئے۔ مرزا صاحب نے کونسا منارہ بنایا ہے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کے لئے جا رہے تھے۔ تو مرحوم نے رستہ میں یہ سوال پیش کر دیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب منارہ تکمیل کو پہونچیگا۔ تو یہ درزی ورزی اس وقت کہاں ہونگے سو جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عہد مبارک میں منارہ مکمل ہوا۔ تو ان درزیوں میں سے کوئی بھی مخالف باقی نہیں تھا۔

آپ کے اخلاص کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ مبارک ہی پیش کرتا ہوں آپ فرماتے ہیں:۔

"میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں۔ کہ ان میں نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین یا چار آنہ روزانہ مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندہ میں شریک ہیں" (ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۲۹ حاشیہ)

آپ سلسلہ کے ساتھ سچا اخلاص رکھتے تھے۔ آپ کو علم طب میں خاص مہارت تھی۔ اور قرآن و حدیث سے اچھی طرح واقف تھے۔ آپ خدا تعالےٰ کے فضل سے ذہین و فہیم تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ ہم اپنے گاؤں سیکھواں کی مسجد میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ دوران گفتگو میں میرے نانا صاحب نے فرمایا۔ اب میری نظر میں کمی آگئی ہے۔ آپ فرمانے لگے۔ میری نظر میں ذرہ کمی نہیں آئی۔ اور اس کی وجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کپڑوں کی برکت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے" اس پر میرے دل میں ہمیشہ یہ خیال رہتا تھا۔ کہ جب بادشاہ برکت حاصل کرینگے۔ تو ہم کیوں نہ کریں۔ اس لئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسجد سے اندر تشریف لے جانے لگتے۔ تو میں آپ کی دستار مبارک کا شملہ اپنی آنکھوں پر پھیر لیا کرتا تھا۔ اسی کی برکت ہے۔ کہ میری نظر میں کمی نہیں آئی ؛

آپ پر بہت سی مصائب اور تکالیف بھی آئیں۔ آپ کے چار جوان لڑکے اور ایک لڑکی آپ کی زندگی میں فوت ہو گئے مگر آپ نے ہمیشہ صبر و استقلال سے کام لیا ؛

اپنی وفات سے قریباً ایک مہینہ پہلے آپ ایک گھوڑی سے گر پڑے۔ اور سر میں چوٹ آگئی۔ علاج کرتے رہے۔ مگر چوٹ نے دماغ میں اثر کیا۔ پھر آپ بول نہیں سکتے تھے۔ ساتھ ہی سخت بخار ہوگیا۔ چند روز کے بعد آپ نے ۶۳ سال کی عمر پا کر ۱۵ر اگست ۱۹۲۲ء کی درمیانی شب میں بوقت ۹ بجے اس جہان فانی کو الوداع کیا۔ اور جہان جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۱۵ر اگست کی صبح کو مقبرہ بہشتی میں دفن کئے گئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو فردوس بریں میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین

(خادم جلال الدین شمس از دمشق)

پنجاب میں ملیریا کا انسداد،
کونین بلا قیمت تقسیم کرنے کا اعلان

صاحب ڈائرکٹر محکمہ صحت عامہ پنجاب نے صوبہ کے ڈسٹرکٹ افسران صحت وطب کے نام ایک گشتی مراسلت کے دوران میں وہ تدابیر بیان کی ہیں۔ جو صوبہ میں ملیریا کے انسداد کے لئے ضروری ہیں۔ ان میں اس امر پر زور دیا گیا ہے۔ کہ کونین کی بہم رسانی و تقسیم کے لئے اعلیٰ انتظام کیا جائے۔ خاصکر ایسے علاقوں میں جہاں ملیریا کے پھیلنے کا احتمال ہو۔ ڈائرکٹر ممدوح کی ایک سابقہ چٹھی کے جوابات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض اضلاع میں کونین کی بہم رسانی کے متعلق کوئی موثر کارروائی نہیں کی گئی۔ اس چٹھی میں اس امر کی وضاحت کر دی گئی تھی۔ کہ اس وقت سنٹرل جیل لاہور میں کونین کی بھاری مقدار موجود ہے۔ اور صاحب انسپکٹر جنرل سول ہسپتالات پنجاب کے نام فہمائش بھیجنے سے موصول ہو سکتی ہے۔ کونین کی تقریباً غیر محدود مقدار کے علاوہ صاحب ڈائرکٹر بوٹینیکل سروے آف انڈیا سبپور کلکتہ کے پاس پانچ سنکونا فبریفیوج موجود ہے۔ چونکہ کونین کے کافی ذخائر موجود ہیں اور چونکہ ڈسٹرکٹ بورڈ میونسپلٹیاں کونین کی معقول تعداد منگوانے سے قاصر رہیں۔ ان پر اہم ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ اور اس ذمہ داری کی اہمیت اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ انہیں اس امر کی اطلاع دی جا چکی ہے۔ کہ اگر وبا ملیریا کی وجہ سے کونین غیر معمولی مقدار میں طلب کی جائے۔ تو صاحب ڈائرکٹر صحت عامہ کی خدمت میں درخواست کرنے سے کونین خریدنے کیلئے گورنمنٹ مالی امداد بھی دیگی۔ کونین تقسیم کرنے کے متعلق مراسلت مذکور میں یہ تجویز کی گئی ہے۔ کہ موجودہ ذریعہ تقسیم کو تا بہ حد امکان استعمال کیا جائے۔ جن علاقوں میں شفاخانے نہیں ہیں۔ وہاں ہیڈ ماسٹروں ٹیکہ چیچک کے عملہ چیفہ کے ڈپوں اور دیہات کے ڈاکخانوں کی معرفت کونین تقسیم کی جائے ؛

جن علاقوں میں وبائے ملیریا کے پھیلنے کا احتمال زیادہ ہو۔ وہاں ضروری ہوگا۔ کہ سفری شفاخانے اور ٹیکہ لگانے کا عملہ بھیجا جائے کیونکہ وہاں اغلباً ملیریا شدت سے نمودار ہوگا۔ اکثر حالتوں میں مریض کی جان بچانے کا یہی طریقہ ہے۔ کہ ہسپتال میں جلد کے اندر فوراً ٹیکہ لگوا لیا جائے۔ لیکن چونکہ ہسپتالوں میں علاج کرانا ہمیشہ ممکن نہیں

حکومتِ پنجاب قرضہ کا اعلان کیوں کرتی ہے؟ اس لئے کہ اسی صوبہ سے قرضہ لیا جائے۔ اور اسی صوبہ کی ترقی اور اصلاح میں صرف کیا جائے ؞

کتنا قرضہ اور کس لئے؟ ایک کروڑ روپیہ جو وادی ستلج اور دیگر مقامات کی ایسی نہروں پر صرف کیا جائے گا جو فائدہ بخش ہونگی ؞

قرضے کے لئے ضمانت کیا ہوگی؟ حکومتِ پنجاب کا کل مالیہ ؞

شرح سود کیا ہے؟ ۵¾ فیصدی ؞

مجھے روپیہ کب واپس ملیگا؟ بارہ ۱۲ سال کے عرصہ میں لیکن اگر آپ وادی ستلج کی نہر اراضی خریدینگے۔ تو انکی قیمت کی پوری ادائگی یا اس کے جزو کی ادائگی میں آپ کے تمسکات پوری قیمت پر منظور کرلئے جائینگے ؞

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کہاں کرنی چاہیئے؟ بڑے سرکاری خزانہ یا اسکے ماتحتی خزانہ سرکار یا امپیریل بنک کی کسی شاخ کے پاس جایئے ؞

مجھے قرضہ کیلئے درخواست کس طرح کرنی چاہیئے؟ وہاں سے جو فارم آپ کو ملیگا۔ وہ آپ پر کرکے روپیہ ادا کردیں ؞

مجھے سود کب سے ملے گا؟ جس تاریخ سے آپ روپیہ ادا کرینگے اسی تاریخ سے ؞

مجھے سود کس طریقہ سے وصول ہوگا؟ ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک کا سود آپکو اسی وقت نقد ادا کردیا جائیگا جس وقت آپ روپیہ داخل کرینگے۔ اور اس کے بعد ششماہی پنجاب کے ہر ایسے خزانہ سرکار یا ماتحتی خزانہ سرکار سے ادا ہوا کریگا جس کے متعلق آپ کہیں گے کہ اسکے ذریعہ ہوا کرے ؞

میں یہ قرضہ کب دے سکتا ہوں؟ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۵ء سے ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۵ء تک جونہی ایک کروڑ روپیہ فراہم ہو جائیگا۔ قرضہ لینا بند کردیا جائیگا ؞

مجھے کیوں قرض دینا چاہیئے؟ (ا) اسلئے کہ ضمانت بھی اچھی ہے۔ اور سود بھی اچھا ملتا ہے (ب) اسلئے کہ روپیہ کے بدلے میں زمین بھی ملتی ہے۔ بشرطیکہ نیلام کی بولی تمہارے نام پر ختم ہو (ج) اسلئے کہ اگر آپ اپنے صوبہ کی امداد کرینگے۔ تو ایک اچھے شہری کی طرح اپنے فرض کو ادا کرینگے ؞

المشتہر

مائیلز ارونگ سیکرٹری گورنمنٹ پنجاب صیغہ مالیات

ممالک غیر کی خبریں

— قاہرہ یکم اکتوبر۔ المقطم نے جنیفہ کے پیغامات شائع کئے ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ فرانسیسی راستے کو صاف سمجھ کر سویدا میں داخل ہو گئے۔ لیکن دروزیوں نے اچانک حملہ کر دیا۔ اور فرانسیسی بہت سا سامان چھوڑ کر پسپا ہو گئے۔

— پیرس یکم اکتوبر۔ کرنیل ریگی نیلڈ لاماطان کا جنگی نامہ نگار فرانسیسیوں کی نئی فتح کردہ چوکیوں کی طرف جاتے ہوئے راستے میں قتل کر دیا گیا۔

— ٹوکیو۔ ۲ اکتوبر۔ ۳۰ ستمبر کی رات کو ٹوکیو ہاما میں اس قدر شدید بارش ہوئی۔ کہ نصف صدی گزشتہ سے ایسی بارش نہ ہوئی تھی۔ ۲۰ موتیں ہوئیں۔ ۶ مکان کے نیچے دب گئے۔ اور ٹوکیو میں تقریباً ... ۲۴ مکانوں کا کچھ حصہ زیر آب ہے

— اصفہان میں ایک بہت بڑے پیمانے پر کپڑے کا کارخانہ بنایا گیا۔ اکابرین علاقہ اور حکام شاہی نے اس کا افتتاح کیا۔

— لنڈن یکم اکتوبر۔ ڈیلی ایکسپریس رقمطراز ہے۔ کہ چند عربوں کو گوڈیا نامی بادشاہ کا مجسمہ ملا۔ جو ۴½ ہزار سال ہوئے کوبائی کا بادشاہ تھا۔ اس کی قیمت ۱۲ ہزار پونڈ ہے۔ اور ایسے ایک شخص بغیر ادا کرنے محصول چونگی لے آیا ہے۔ پولیس اس کی تلاش کر رہی ہے۔

— سلطان ابن سعود کے دمشقی ایجنٹ سلیمان علی المشیخ نے سلطان موصوف کا ایک بیان عربی اخبارات میں شائع کیا ہے۔ جس میں تمام ان واقعات سے انکار کیا گیا ہے۔ جن کا الزام معاملات حجاز کے ضمن میں نجدیوں پر لگایا جاتا ہے۔

— لنڈن یکم اکتوبر۔ یوسف سویدی صدر مجلس عراق نے دفتر مستعمرات کو برقی پیام ارسال کیا ہے۔ تاکہ وہ عراق کے شمالی حصے کو اس سے علیحدہ نہ کرنے پر اس کا شکریہ ادا کرے۔

— لنڈن ۲ اکتوبر۔ کینٹربری کے لاٹ پادری نے عراق عرب کے عیسائیوں کے متعلق وزیر اعظم کو بعض مواعید کا ذکر کرتے ہوئے ایک چٹھی میں لکھا ہے۔ اگر وزیر اعظم اس امر کی تشریح کر دیں۔ کہ وہ ان مواعید کو فراموش نہ کرینگے۔ اور ان ذمہ داریوں سے منہ نہ موڑینگے۔ تو مذہبی جذبات کی تمام طاقتیں ان کے ہمراہ ہونگی۔

— لنڈن ۳ اکتوبر۔ مسٹر امیری نے اسپارک بورک میں تقریر کرتے ہوئے مسئلہ موصل پر اظہار خیالات کیا۔ اور اس امر پر زور دیا۔ کہ وزارت کی حکمت عملی یہ ہے۔ کہ موصل نہ چھوڑا جائے۔ اس نے کہا کہ ... حکومت ترکی جنگ کر کے اپنے تمام ملک کو خطرے میں نہ ڈالے

ہندوستان کی خبریں

— شملہ ۵ اکتوبر۔ مولانا عبد الباری صاحب نے اس خبر کی تردید کی ہے۔ کہ وہ معاملات حجاز کے متعلق حکومت ہند سے خط و کتابت کر رہے ہیں۔

— کچھ عرصہ ہوا۔ اطلاع ہے بمبئی کے ایک ممبر نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ کہ لفظ "نیٹو" کی جگہ "انڈین" استعمال کیا جائے۔ اس کے مطابق حکومت بمبئی نے اطلاع دی ہے۔ کہ اب سرکاری اعلانوں میں لفظ (نیٹو سٹیٹ) نہیں استعمال کیا جائے گا۔ بلکہ "انڈین سٹیٹ" استعمال کیا جائے گا۔

— بمبئی ۴ اکتوبر۔ بمبئی کی ملوں کے حصہ داروں میں سے دو بڑے بڑے حصہ داروں نے اخبارات کے نمائندوں کو بتایا۔ کہ مالکان کارخانجات نے خود ہڑتال کرائی ہے۔ تاکہ اس عرصہ میں وہ اس مال کو نکال سکیں۔ جو ان کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ اور جس کی مالیت گیارہ کروڑ روپیہ ہے۔ اُجرت کی تخفیف ہڑتال کرانے کا ایک ذریعہ تھی۔

— آل انڈیا کانگرس کے اجلاس پٹنہ میں جو رزولیوشن پاس ہوئے ہیں۔ ان کے خلاف ملک کے بعض حصوں میں ناراضگی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ اور بہت سے لیڈر ان رزولیوشنوں کو تدبر سے دور سمجھتے ہیں۔ مولانا حسرت موہانی تو انہیں رزولیوشنوں کی بنا پر کانگرس کا فاتحہ پڑھ چکے ہیں۔ اب مدراس کی طرف ترپیر سے خبر آئی ہے۔ کہ وہاں کی لوکل کانگریس کمیٹی نے پٹنہ کے فیصلوں کے خلاف زبردست رزولیوشن پاس کیا ہے۔

— پٹنہ کے فیصلوں کی وجہ سے اب کے کانپور کانگرس میں غل غپاڑہ ہو گا۔ لوگ اس بات کے سخت مخالف نظر آتے ہیں۔ کہ کانگرس کے فنڈوں کو سوراجیہ پارٹی کے حوالے اس لئے کر دیا جائے۔ تاکہ وہ کونسلوں اور اسمبلی میں نشستیں حاصل کرنے کے لئے اس فنڈ سے پروپیگنڈا کر سکے۔

— شریمتی سروجنی نیڈو صاحبہ نے جو کہ کانپور کانگرس کی صدر منتخب ہوئی ہیں۔ اپنی صدارت کے متعلق ذیل کے پروگرام کا خاکہ کھینچا ہے:۔

چونکہ میرا تعلق عورتوں سے ہے۔ اس لئے میرا پروگرام بھی ایک نہایت سادہ خانگی پروگرام ہو گا۔ میری ساری کوشش اس امر پر مبنی ہو گی۔ کہ ہندوستان کو اپنی ملکہ ہونے کی اصلی پوزیشن اپنے خالص گھر میں داخل ہو جائے۔ اور وہ اپنے وسیع ذرائع کی واحد گارڈین بن سکے۔ بنا بریں آئندہ سال میں بھارت ماتا کی وفادار بیٹی ہونے کی حیثیت میں یہ میرا پیارا اگرچہ مشکل فرض ہو گا۔ کہ میں اس امر کی حتی الامکان کوشش کروں۔ جس سے میری محترم ماتری بھومی کا گھر باقاعدہ ہو جائے۔

— امرتسر ۴ ستمبر۔ شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کی جنرل کمیٹی کا اجلاس اکالی تخت امرتسر میں شروع ہوا۔ جس میں اس امر کا فیصلہ ہونا تھا۔ کہ آیا گوردوارہ ایکٹ کو عملی جامہ پہنانا قرین مصلحت ہے یا اس کے خلاف۔ اس اجلاس میں تقریباً کچھ ممبران موجود تھے۔ ابتدائی امور پر غور ہو رہا تھا۔ کہ بعض ممبران نے یہ رائے پیش کی۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے بعض سکھ ممبران کو بھی اجلاس میں شمولیت کا موقعہ دیا جائے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد جب ممبران پنجاب لیجسلیٹو کونسل اکالی تخت میں گئے۔ تو بہت سے اکالی اصحاب جو کہ عام طور پر گڑگج اور رانجہا پارٹیوں کے ممبران ہیں اور جو پبلیشن کے مخالف ہیں۔ ان پر پھبتیاں کستے رہے۔ اور اجلاس میں غیر متعلقہ اصحاب کی شمولیت پر اعتراض کرتے رہے۔ جب وہ ان ممبروں کو اجلاس میں جانے سے نہ روک سکے۔ تو انہوں نے دھاوا بول دیا۔ اور وہ جبراً اس جگہ گھس آئے۔ اور اس طرح جلسہ گاہ میں بڑا شور و شر مچ گیا۔

— دیوبند ۳ اکتوبر۔ دار العلوم دیوبند نے سلطان ابن سعود کو ایک برقی پیغام ارسال کیا ہے۔ جس میں جملہ ارکان دار العلوم کی طرف سے تسخیر مدینہ کے لئے مبارکباد دی گئی ہے۔

— بمبئی ۴ اکتوبر۔ ہڑتالی اب تکلیف محسوس کر رہے ہیں۔ خورد و نوش کی قلت کی وجہ سے اپنے اپنے امتعہ و املاک کو مارواڑیوں کے پاس گرو رکھ رہے ہیں۔

— مراد آباد۔ ۲ اکتوبر۔ اہل تشیع نے بعد نماز جمعہ مسجد چوکھا میں اماکن مقدسہ کی حفاظت کے واسطے دعا کی۔ اور ابن سعود کے کفر نما مظالم پر بددعا۔

— علی گڈھ۔ ۵ اکتوبر۔ آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ جلسہ بڑے دنوں کی چھٹیوں میں بمقام علی گڈھ منعقد ہو گا۔

— دہلی ۵ اکتوبر۔ گزشتہ شب آل انڈیا ہندو مہا سبھا کا اجلاس منعقد ہوا۔ تقریباً ہر صوبے کے نمائندے موجود تھے۔ لالہ لاجپت رائے جی کی غیر حاضری کی وجہ سے صدارت کے فرائض پنڈت مدن موہن مالوی نے سر انجام دیئے۔ مہاراجہ کشمیر کی وفات پر اظہار یاس کیا گیا۔ تجویز منظور کی گئی۔ کہ آل انڈیا ہندو سبھا ان احکام کو خلاف انصاف سمجھتی ہے۔ جن سے مقصود یہ ہے۔ کہ نماز کے وقت ہندوؤں کے جلوس باجہ نہ بجائیں۔ (۲) آل انڈیا ہندو مہا سبھا مسلمانوں کے اس مطالبے کو کہ مساجد کے سامنے نماز کے وقت باجہ نہ بجایا جائے۔ محض ضد پر محمول کرتی ہے۔ (۳) آل انڈیا ہندو مہا سبھا تجویز کرتی ہے۔ کہ مذہبی جلوسوں بھجن اور باجہ کے متعلق ہندوؤں کے مذہبی حقوق کی حفاظت و صیانت کیلئے ایک کمیٹی بنائی جائے۔